Regd E.P. No 801

رجسٹرڈ ای پی نمبر ۸۰۱

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ۔ ۲۳ رمئی۔ حضور کی صحت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی رہی۔ الحمد للہ۔

۲۴ رمئی۔ حضور کو پاؤں میں نقرس کی کچھ تکلیف رہی۔

۲۵ رمئی۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے حضور کی اچھی رہی۔ الحمد للہ۔

۲۶ رمئی۔ حضور کی طبیعت کل اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی رہی۔ الحمد للہ

۲۸ رمئی (جمعہ) حضور نے جمعہ کا خطبہ دیا۔ الحمد للہ ۔ احباب حضرت ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کاملہ اور درازیٔ عمر کے لئے دردمند دل کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں۔

جلد ۳ | ۷ احسان ۱۳۳۳ ہش ۴ شوال ۱۳۷۳ھ ۷ جون ۱۹۵۴ء | نمبر ۳۲

حقیقی عید!

ماہ رمضان بیت گیا آیئے اب محاسبہ کریں۔ آیا ہم نے اس سے استفادہ کیا یا نہیں۔ روزہ میں حلال چیزیں ایک وقت تک حرام کی جاتی ہیں تا ہمیں عادت ہو کہ اس سے سبق سیکھ کر لازماً ہمیں منہیات سے ہمیشہ کے لئے مجتنب رہنا ضروری ہے۔ بھوک اور پیاس سے فلاکت زدہ افراد کے حال کا احساس دلایا جاتا ہے۔ کہ وفی اموالہم حق للسائل والمحروم پر زیادہ سے زیادہ عمل پیرا ہوں۔ شب بیداری۔ تلاوت قرآن اور ادائے نوافل کی رغبت دلائے جانے کے بعد عید آتی ہے۔ عید پیغام ہے اللہ تعالیٰ کا کہ اے مسلم! اگر تو نے حلال اشیاء ترک کر کے غرباء کا حقیقی احساس کر لیا تو مبارک ہو کہ میں تجھ سے راضی ہوں۔ اے مرد مومن! ماہ صیام میں تم ایک دوسرے کو [illegible] سے بچاتے رہے المسلم مراٰة المسلم (حدیث) ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا آئینہ ہے ہر ایک پر فرض ہے کہ اپنے بھائی کی کمی اس پر دعا نصیحت کے رنگ میں ظاہر کرے اخوت اور ہمدردی کا ثبوت دے۔ تا کہ ساری قوم اصلاح پذیر ہو۔ تم سبق سیکھ پائے تو مبارک ہو۔ کہ آج تمہارے لئے عید ہے۔ اور دوسرے دن کے لئے بھی کہ جن میں تمہارے جیسا وجود موجود ہے۔ اے احمدی! حضرت ابراہیمؑ کو میں نے کہا أسلم قال اسلمت لرب العلمین کہ میرا کامل فرمانبردار بن جا تو اس نے کہا کہ میں تمام جہانوں کے پروردگار اللہ کی کامل فرمانبرداری کا عہد کرتا ہوں۔ اور ابراہیمؑ نے کمال جانفشانی اور پامردی سے [illegible] اطاعت کو نباہا۔ بلکہ اپنی اولاد کو بھی اپنا سچا جانشین بنایا۔ جنہیں ان کے بیٹے اسمٰعیلؑ کا سر گردن سے الگ کئے جانے کے لئے پیش کرنا یاد ہوگا۔ اگر تم نے ترک حلال سے یہ سبق سیکھ لیا۔ تو تم پر میری ہزاروں رحمتیں ہوں کہ حقیقی عید تمہارے ہی لئے ہے۔ اے قوم مسلم، ماہ صیام کا تعین صرف انفرادی نہیں۔ بلکہ اجتماعی اصلاح اس سے مقصود ہے کہ تا ساری قوم مصائب و آلام کی برداشت کی قوت پیدا کرلے۔ اور وقت پڑنے پر فاقہ تو مال نہیں بلکہ اپنے تئیں بھوکا رکھ کر۔ تھوڑا کھا کر اور قوت لایموت حاصل کر کے انفاق فی سبیل اللہ کے لئے سعی بلیغ کریں گے۔ تمہارے امام واجب الاحترام پر قاتلانہ حملہ کر کے تمہیں ان کی قیادت سے محروم کرنے نیز تمہیں ایک ملک میں غیر مسلم قرار دینے کی کوشش کی گئی تمہاری قومی اور انفرادی زندگی اجیرن بنادی گئی ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کے قول کے مطابق لومڑوں اور جنگلی جانوروں کے لئے بھٹ ہیں۔ لیکن ابن آدمؑ کے لئے سر چھپانے کی بھی جگہ نہیں۔ اے قوم احمدی! اگر تم حقیقتاً مومن ہو اور میرے وعدوں پر یقین کامل رکھتے ہو کہ انا لننصر رسلنا والذین آمنوا فی الحیوٰة الدنیا ویوم یقوم الحساب کہ اس دنیا میں بھی اور اگلے جہان میں ایمان والے فیروز کامیاب کامران ہوں گے اور ہر طور سے زیادہ قربانی کا عزم صمیم کر کے اٹھے ہو اور تم ہرگز برداشت نہ کرو گے کہ دین اسلام اور تحریک احمدیت پر تمہاری کسی سستی اور غفلت سے کوئی حرف آئے۔ اور اسلام کا جھنڈا کبھی سرنگوں نہ ہونے پائے بلکہ ہمیشہ سربلند رہے اور اپنے چندوں کو پورا کرو گے تو

اخبار احمدیہ قادیان

قادیان۔ ۲ رجون گذشتہ رات مساجد مبارک۔ اقصیٰ اور ناصر آباد میں تراویح میں قرآن مجید ختم کیا گیا۔ اسی طرح مسجد اقصیٰ میں درس قرآن بھی آج اختتام پذیر ہوا۔ ۷ بجے شام مسجد اقصیٰ میں مرد و زن احباب کے ہمراہ جناب مولوی عبد الرحمٰن صاحب امیر مقامی نے لمبی دعا فرمائی۔ دعا سے قبل آپ نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت اور درازیٔ عمر اور اسلام کی ترقی کے لئے بالخصوص دعا کرنے کی تلقین کی۔ اور ربوہ سکندر آباد وغیرہ مقامات سے دعا کے لئے آمدہ تاریں بھی سنائیں۔

۴ رجون۔ جناب امیر صاحب موصوف نے باغ حضرت ام المومنین اعلی اللہ درجاتہا میں ½۸ بجے صبح عید پڑھائی خواتین کے لئے جانب جنوب قناتوں کا انتظام تھا۔ اس عید کی یہ خصوصیت تھی۔ کہ اس میں بعض پاکستانیوں نے بھی شرکت کی۔ چنانچہ بارہ ایسے افراد شامل ہوئے۔ اس تعداد میں درویشوں کی وہ فیملیاں شامل نہیں جو نفاذ پاسپورٹ سسٹم کے بعد قادیان آئیں اور ابھی پارلیمنٹ میں قانون کے پاس ہونے تک قانونی اصطلاح میں بھارت کی شہری نہیں کہلاتیں۔ اور وقتاً فوقتاً ان کے ویزے بڑھتے جاتے ہیں۔ ان افراد کی بھی اچھی خاصی تعداد ہے۔ ہند پارلیمنٹ میں جب بھی قانون پاس ہوا تو ان سب کو حقوق شہریت مل جائیں گے۔

زائرین قادیان

۲۷ رمئی۔ یونس احمد صاحب اسلم کلرک نظارت بیت المال کے والد محترم ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم مع اپنے بیٹے شعیب احمد صاحب اسلم کے جلیانوالہ ضلع لائلپور سے وارد دار الامان ہوئے۔

۲۸ رمئی۔ ملک سعید احمد صاحب اوورسیر ایم۔ ای۔ ایس لاہور مع اہلیہ محترمہ زاہدہ حمیدہ صاحبہ (ہمشیرہ زادی مکرم شیخ عبد الحمید صاحب عاجز ناظر امور عامہ) قادیان آئے۔

۳۰ رمئی۔ کل مکرم چوہدری خلیل احمد صاحب ناصر ایم۔ اے مبلغ انچارج احمدیہ مشن امریکہ ربوہ سے ہوتے ہوئے کل چار بجے کی گاڑی سے زیارت مقامات مقدسہ کی خاطر وارد قادیان دار الامان ہوئے۔ اور آج پانچ بجے شام کی گاڑی سے حیدر آباد دکن میں اقارب کی ملاقات کے لئے روانہ ہوئے۔ آپ آٹھ سال قبل قادیان سے امریکہ میں تبلیغ کے لئے بھیجے گئے تھے۔ آپ نے آج بعد نماز ظہر مسجد مبارک میں امریکہ کے تبلیغی حالات اور جاپان میں عالمگیر مذاہب کانفرنس میں کامیاب شمولیت کے کوائف ایک تقریر میں بیان فرمائے (جو آئندہ اشاعت میں درج کئے جا رہے ہیں) آپ ربوہ۔ کراچی۔ لندن وغیرہ کئی مقامات سے ہوتے ہوئے اس ماہ کے آخر تک امریکہ پہنچیں گے بخیرو عافیت سفر طے ہونے کے لئے احباب دعا فرمائیں۔

۳۱ رمئی۔ قریشی محمد یوسف صاحب ٹھیکیدار جو مع اہلیہ محترمہ اور دو بچیوں اور ایک بچہ سمیت مقام ترقی ضلع جہلم سے ۲۹ رمئی کو آئے تھے جو اپنے سابقہ وطن بریلی کے لئے روانہ ہو گئے۔

یکم رجون۔ عبد الستار صاحب متعلم تعلیم الاسلام کالج لاہور جو ۳۰ رمئی کو قادیان آئے تھے آج واپس روانہ ہو گئے۔

۳ رجون۔ مولوی عبد الحمید صاحب دکاندار قادیان کے بیٹے عبد الباری و غلام محمد صاحبان وارد قادیان ہوئے۔

ولادت

مورخہ ۲۸ ہش بروز جمعہ نذیر احمد خاں صاحب پشاوری کے ہاں قادیان میں لڑکا تولد ہوا۔ احباب دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو نیک۔ صالح خادم دین اور لمبی عمر عطا فرماوے۔

بھائی عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

شذرات

آریہ ـــ اور ـــ عیسائی

عیسائیوں کی تبلیغ کے خلاف متعصب طبقہ نے وا ویلا پراپیگنڈا شروع کر رکھا ہے۔ ان کی باتوں سے ظاہر ہے کہ وہ خود یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اکثریت میں ہیں اس لئے ہمارا یہ حق ہے کہ شور و غوغا کر کے غیر مذہب کی تبلیغ کو روک دیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا کسی خاص طبقہ کو یہ حق ہے کہ وہ تبلیغ کرے یا اس کے تبلیغ کی جائے۔ پراپیگنڈا کرنے والے جن باتوں پر معترض ہیں۔ وہ خود سب کچھ کرتے ہیں۔ چنانچہ اعتراضات مع جواب درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

اعتراض مدھیہ پردیش میں پادریوں کی سرگرمیاں دیکھ کر پتہ چلتا ہے کہ پھیل رہی ہیں اور خطرہ پیدا ہو گیا ہے کہ سارے کا سارا جنگل علاقہ عیسائی ہو جائے گا۔ (پرتاپ ۲۴/۵)

جواب - یہ کیونکر ایسا امر ہے کہ جس کی وجہ سے حکومت عیسائیت کے پرچار کو روک دے۔ کیا اس کی یہ وجہ تو نہیں کہ آپ کا دھرم خوبیوں سے عاری ہے۔ چنانچہ ان کا پرچہ ہی تسلیم کرتے ہیں۔

"انہیں واپس لایا جا سکتا ہے بشرطیکہ واپس آنے پر ان سے بھائیوں کا سا سلوک ہو۔۔۔ جنہیں وہ آریہ دھرم میں واپس لائے وہ بھی ہندو رہ سکتے ہیں جبکہ ہندو سماج انہیں قبول کرے مگر مصیبت یہ ہے کہ وہ تیار نہیں۔ ایسی حالت میں ہندو دھرم میں واپس آنے والوں کے دل پر کیا گزرتی ہے دوسرے پیدا ہونا قدرتی ہے۔"

اعتراض (۲) پادری روپے کے زور سے غریب اور ان پڑھ ہندوستانیوں کو عیسائی بنا لیتے ہیں۔ انہوں نے پچھلوں کو شاید بنایا ہے۔ ٹراونکور اور مدھیہ پردیش ایسے غریب صوبوں میں کام کر کے کامیاب ہوئے ہیں۔

جواب - گویا کہ عیسائی پرچارک حکومت سے خفیہ تعلیم نہیں دیتے۔ جو غریب طبقہ میں تبلیغ کرتے ہیں جس سے قابل اعتراض امر ہے۔ گویا غریب مذہب کے بھوکے ہوتے ہیں۔ اور امراء کے علاوہ ہر طبقہ مذہب سے غافل ہوتا ہے اور غریب مذہب کے بھوکے ہوتے ہیں۔ سمجھ ہندو اور ٹراونکور جہاں اکثریت غریب طبقہ پرمشتمل ہوتا ہے۔

خرع

ایک اور ہیجان انگیز نقشہ
(حیدرآباد میں تو مسلمان شدھ کئے گئے تھے حیدرآباد میں ...)

طبقہ سے تعلق رکھتے تھے ہرگز نہیں۔ چنانچہ ہندو سبھا کے صدر مسٹر این سی چیٹرجی نے حیدرآباد میں ہندو مہاسبھا کے سالانہ اجلاس میں تبدیلی مذہب کے متعلق جو کچھ کہا اس میں آپ نے پرچار کے ساتھ غریب کی خوراک پیدا کرنے کا انتظام کرنے کی بھی تلقین کی چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

"ہم نے ۔۔۔۔۔۔ اسپلاک کرکے وہ شدھی کی مہم شروع کرنے اور اسے مضبوط بنانے پر اپنی طاقت مرکوز کر دیں۔ خاص طور پر قبائلی علاقوں۔ ریاست حیدرآباد اور ٹراونکور کوچین میں یہ کام زیادہ زور شور سے شروع کرنے کی ضرورت ہے۔ غیر ملکی پرچارکوں کو پسماندہ اور قبائلی علاقوں میں بلا روک ٹوک مذہب پھیلانے کی اجازت دینا بھارت ماتا سے غداری کا مترادف ہوگا۔۔۔۔۔ پرچارک تیار کرنے چاہئیں ان کے سامنے درمتعدد ہونے چاہئیں۔۔۔۔۔ دوسرا یہ کہ انہیں تعلیمی طبی ریلیف اور دوسری ضروریات بہم پہنچائی جائیں۔ اس کے ساتھ ہی ہندو سبھا کو چاہئے کہ وہ لوگوں کو جو کرا عتقادی دباؤ یا سماجی نا برابری یا دھوکے کی وجہ سے مذہب تبدیل کر چکے ہیں دوبارہ ہندو دھرم میں لانے کیلئے آئینی جدوجہد کرے۔" (پرتاپ ۲۴/۵)

گویا کہ آریہ سماج تو تعدادی دباؤ ڈالے کوئی اور جماعت ایسا کرے تو "یہ بھارت ماتا سے غداری کے مترادف ہوگا"

اعتراض (۳) عیسائیت کا سارا کام اونچا گراؤنڈ سے پادری دنیا طلب نہیں کرتے۔

جواب - آریہ ان سات سالوں میں یہ ... فرقوں سے رکی ہوئی ہے۔ نیز کیا انہوں نے اخبارات میں اعلان کر دیا تھا۔ جب خود احمدآباد میں مسلمانوں کو شدھ کرنے کا جو کام بنا لیا تھا۔ نیز اب جبکہ تمام بھارت نواسیوں کو علم ہو چکا ہے کہ فلاں فلاں علاقوں میں پادری کام کر رہے ہیں کیا اب ہوا کا پرچار قابل اعتراض نہیں۔

اعتراض (۴) پادری ... کو نفسیاتی حملے ... کیونکہ ہر دن وہ وعظ جاتے ہیں ...

جواب - لیکن کیا آریہ صرف ایمان کام کرتے ہیں جہاں فصل تو کیا بیج بھی ضائع جانے کی سو فی صدی توقع ہوتی ہے؟ ہر شخص اور ہر قوم اور ہر سوسائٹی کامیابی کی خاطر کام کرتی ہے ناکامی کی خاطر۔

اعتراض (۵) مسٹر چیٹرجی ممبر پارلیمنٹ نے اس بات پر خطرہ کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ہند میں عیسائیت پرچار کی اگر یہی رفتار رہی تو ہندوستان کے ہندوؤں کے لئے دیش کو ملنے والی آزادی بے معنی اور نقصان دہ ثابت ہو جائے گی۔

نیز پرتاپ نے لکھا ہے کہ پہلے کروڑ ہندو مسلمان ہو گئے تو ہندوستان کا ایک حصہ کٹ گیا اب عیسائیت خطرہ بڑھ رہا ہے ان کی طرف سے بھی ایسے مطالبے کا وقت آ جانے کا خطرہ ہے (پرتاپ ۲۷/۵)

جواب - بالفاظ دیگر اس دلیل کی رو سے کسی ملک میں اکثریت کے مذہب کے خلاف پرچار کی اجازت نہیں ہونی چاہیئے۔ اصل میں محض تنگ نظری کی بنا پر یہ سب کچھ کیا جا رہا ہے اور بعض دفعہ تو تلوار سے ہندو بنانے کی دھمکی دی جا رہی ہے۔ چنانچہ روزنامہ "ملاپ" حیدرآباد لکھتا ہے کہ ہندو مہاسبھا کے اجلاس میں پروفیسر رام سنگھ ممبر دہلی اسمبلی نے کہا کہ بھارت کے چار کروڑ مسلمانوں کو شدھ کرکے انہیں ہندو دھرم میں لانا چاہیئے۔ نیز کہا کہ

"ہم مسلمانوں کو عقل دلیل اور اپنے دھرم کی برتری کا احساس کرا کے واپس دھرم میں لانا چاہتے ہیں۔ اس کے باوجود بھی اگر ضرورت پڑی تو انہیں شدھ کرنے کے لئے شاستر اور شستر (تلوار) دونوں سے کام لیا جائے گا۔"

حکومت بغرض ... کی ایسی ذہنیت کی روک تھام کرے۔ بر وقت اس کا انسداد نہ کرنے کی ... پاکستان میں جو کچھ فتنہ و فساد اور قتل و غارت گذشتہ سال رونما ہو چکا ہے وہ تاریخ میں نصف صد سے شکست ... ہو چکا ہے اور بھارت کے لئے ضروری ہے کہ اس سے سبق سیکھیں۔ ... پنڈت نہرو جیسے روشن خیال لیڈر کے خطوط و بیانات کا صرف یہ مطلب ہے کہ اگر مذہب کے پرچار کے پردہ میں حکومت کے خلاف سرگرمیاں عمل میں آئیں تو اس سے اغماض نہیں کیا جا سکتا۔ اور بعض افراد کی ایسی سرگرمیاں حکومت کے علم میں آئی ہوں گی لیکن ان کی وجہ سے ہر ایک ... کی تبلیغ بند نہیں کی جا سکتی۔ اور نہ ہی پنڈت جی کی یہ مراد ہے کسی چیز کے ... سے کوئی چیز قابل نفرین قرار نہیں دی جا سکتی۔

نیز اگر محض پادریوں کے بدیشی ہونے کی وجہ سے آپ ان کو پرچار سے روکتے ہیں تو آپ کے مذہب کے پرچارک ہندوستان سے باہر کسی دلیل سے بھجوائے جا سکتے ہیں۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ کسی وجہ سے آپ سمجھتے ہیں کہ ہندو مذہب کے پرچارک غیر ممالک میں نہیں بھیجے جائیں گے۔

اسلام میں مساوات

اچھوت غیر ہندو بننے کی طرف جلد راغب ہو جاتے ہیں۔ اسلئے کہ منو کے قانون کے مطابق نسلی امتیاز کے باعث ان کو ہندو سوسائٹی میں اعلیٰ مقام حاصل ہونا ناممکن معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ اس لئے پرتاپ مورخہ ۱۸/۵ کے مطابق انٹی دہلی میں آل انڈیا پسماندہ جاتی کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے بھارت کے وزیر داخلہ ڈاکٹر کاٹجو نے فرمایا کہ ملک میں سے ذات پات کی لعنت ختم کی جانی چاہئے۔ اسیطرح دلت جاتیوں اور قبائلیوں کے حالات کی جانچ پڑتال کرنے والے کمشنر نے انکشاف کیا ہے کہ ان جاتیوں کے لوگوں کو سماجی امور میں مساوات کے حق سے محروم کرنے کے جرم میں ۱۹۵۳ء میں بھارت میں ۱۴۶ اشخاص کو سزا ہوئی۔ بعض علاقوں میں ہریجنوں کو ابتک عام کنوؤں کو استعمال کرنے اور شادی بیاہ کے موقعہ پر دولہے کے سر پر چھتر لگانے یا انہیں جوتا پہننے کی اجازت نہیں ہے ایک گاؤں میں ہریجنوں کو مقامی ڈاکخانہ تک جانے کی اجازت نہیں۔ ان کے لئے ایک سڑک کے کنارے پر علیحدہ لیٹر بکس رکھا ہوا ہے۔ (پرتاپ ۲۳/۵)

اسلام کو دیکھئے آنحضرت صلعم نے اپنی پھوپھی زاد بہن کی شادی ایک غلام سے کی۔ ایک غلام کو ایک فوج کا کمانڈر بنایا۔ لیکن اچھوت بے چارے مندروں میں داخلے کے لئے ٹکریں مارتے ہیں۔ تو اعلےٰ جاتی کے لوگ ان کی مزاحمت کرتے ہیں۔

حضرت مصلح الموعود کا سخت تاکیدی فرمان

ہر احمدی جو اپنی زبان سے دوسروں کو تبلیغ کرنے کی طاقت رکھتا ہے اگر وہ اپنے اوقات میں سے تبلیغ کے لئے وقت نہیں دیتا وہ یقیناً ایک فریضہ ادا نہ کرنے کی وجہ سے ایسا ہی گنہگار ہے جیسے نماز کا تارک گنہگار ہے۔ جو احباب زبانی تبلیغ نہیں کر سکتے وہ ہمارے لٹریچر کے ذریعہ تبلیغ کر سکتے ہیں۔ جو کارڈ آنے پر مفت روانہ کیا جاتا ہے

عبداللہ الہ دین سکندرآباد۔ دکن

جو کچھ ہوا اس کی ذمہ داری مسلم لیگ پر بھی اتنی ہی عائد ہوتی ہے جتنی کہ آل پاکستان مسلم پارٹیز کنونشن پر

یہ تحریک بعض محروم و ناکام سیاسی اشخاص نے اپنے سابقہ گناہوں کو دھونے کی غرض سے شروع کی تھی

فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کا پانچواں باب

دوسرے لفظوں میں سٹی مسلم لیگ نے مسلم لیگی حکومت سے تعاون کرنے اور عوام کو سمجھانے کی بجائے کہ مسجدوں میں ان کے اجتماع کو کسی ایسی سیاسی جماعت کی جانب سے جلسۂ عام تصور کیا جائیگا جو کہ مسلم لیگ کے خلاف ہو۔ انہوں نے حکومت کی مذمت کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ کیونکہ اس طرح اس کے مقبول ہونے اور ان کے مخالفین کی ناکامیابی کے امکانات زیادہ روشن تھے۔ اس مقصد کے لئے سٹی مسلم لیگ کے سیکرٹری مسٹر منظور حسین نے احرار سے معاہدہ پر دستخط کر دیئے۔ چندہ فراہم کیا۔ جلوسوں کی قیادت کی اور راست اقدام کی تحریک میں سرگرمی میں حصہ لیا ہم اس گواہ کی اس شہادت کا ایک لفظ بھی تسلیم نہیں کرتے کہ ہم نے جو کچھ کیا وہ دباؤ کے تحت مجبوراً کیا۔

قاضی مریدا حمد سرگودھا میں قابل ذکر شخصیت نہیں تھے۔ وہ انکم ٹیکس بھی ادا نہیں کرتے تھے۔ اور صرف بارہ کنال زمین ان کی ملکیت تھی۔ بہرحال مسلم لیگ نے انہیں اسمبلی کے لئے منتخب کیا۔ اس طرح مسلم لیگ کا پروردہ ہونے کے باوجود انہوں نے ضلع کی مجلس عمل کا ڈکٹیٹر بننا مناسب نہ سمجھا اور مسلم لیگ کے خلاف اپنے ضلع کی قیادت کی اور انہوں نے اپنے گرد ہجوم اکٹھا کر کے وزیر اعظم پاکستان اور ان کی بیوی اور دوسرے حکام کو گالیاں دینے میں حاضرین کی۔ ختم نبوت کے نام پر ایسی چیزیں ان کے نزدیک جائز اور حق بجانب تھیں۔

فسادات سے پہلے یا بعد میں مسلم لیگیوں نے جو حصہ لیا، وہ قابل استعجاب نہیں۔ درحقیقت مسلم لیگ کے ارکان کی طرف سے ایسی سرگرمیاں مسلم لیگ کی قرار داد اور صدر صوبائی مسلم لیگ کی تقریروں کا لازمی نتیجہ تھی ڈائرکٹر تعلقات عامہ مسٹر نور احمد کی سرگرمیوں کے سلسلہ میں شہادت کے دوران میں CANALIZE کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ لیکن اسے قرارداد مسلم لیگ کے اثر کی وضاحت کے لئے بھی بجا طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔

ڈائرکٹر تعلقات عامہ

جب مطالبات کی حمایت اور اُن کی آئینی حیثیت بڑھا دینے کی غرض سے اخبارات میں پروپیگنڈے کا سلسلہ ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی کے نوٹس میں آیا۔ کہ اتفاق سے وہ ان دنوں میں دورے پر لاہور آئے ہوئے تھے۔ اور ان کو یہ شکایت کی گئی کہ یہ پروپیگنڈا انہی اخباروں میں کیا جا رہا ہے جنہیں حکومت کی طرف سے بھاری رقوم ملی ہیں۔ اور یہ کہ یہ پروپیگنڈا مسٹر نور احمد کے ایما پر ہو رہا ہے تو انہوں نے اس افسر کو بلا بھیجا اور اس نے ان کے سامنے یہ تسلیم کیا کہ جو کچھ وہ کر رہے تھے۔ اس سے ان (مسٹر نور احمد) کا مقصد تحریک کو CANALIZE کرنا تھا! اس اعتراف کو مسٹر نور احمد نے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ مگر اس کو ثابت سمجھنا چاہئے۔ علاوہ اس عجیب و غریب استعارہ کو یہ واحد معنی پہنائے جا سکتے ہیں کہ مسٹر نور احمد نے اس تحریک کے لئے ایک راستہ پیدا کر دیا تھا۔ اور یہ کہ اس راستہ کا فطری بہاؤ صرف کراچی ہی کی طرف ہو سکتا تھا۔ کیونکہ کراچی کل پاکستان مسلم لیگ اور مرکزی حکومت دونوں کا مرکز ہے۔ تمام شہادت زبانی بھی اور دستاویزی بھی جس میں کہ اخباروں اور تقریروں کے متعدد مضامین شامل ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسلم لیگ کی ۲۷ جولائی کی قرارداد کے بعد تحریک سے دلچسپی رکھنے والا ہر شخص اس آئینی پوزیشن کا احساس کرنے لگا تھا۔ کہ صوبے میں پروپیگنڈا بے کار ہے اور جب تک مطالبات باقاعدہ شکل میں مجلس دستور ساز میں پیش نہیں کئے جاتے ایجی ٹیشن سے کوئی خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہیں ہو سکتا جو جماعتیں مطالبات منظور کرانے کے لئے سعی و جہد کر رہی تھیں۔ ان کی تمام تر توجہ مرکزی حکومت کی جانب تبدیل ہو گئیں۔ جس کے خواجہ ناظم الدین سربراہ تھے۔ اور مسٹر خواجہ ناظم الدین اپنے آپ کو مطالبات تسلیم کرنے سے معذور سمجھتے تھے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ راست اقدام اختیار کرنا پڑا۔ اور فسادات رونما ہو گئے۔ اور جو کچھ ہوا اس کی ذمہ داری مسلم لیگ پر بھی اتنی ہی نمایاں طور پر عائد کی جا سکتی ہے جس طرح کہ آل پاکستان مسلم پارٹیز کنونشن پر جس نے کہ مطالبات وضع کئے۔ اور خواجہ ناظم الدین کو الٹی میٹم پیش کئے۔ اس تمام عرصہ کے دوران میں مسلم لیگ یا اس کے کسی لیڈر نے تحریک کو دبانے یا عوام کو متبادل نظریہ ذہن نشین کرانے کی غرض سے کچھ نہ کیا۔

دوسری جانب مسلم لیگ نے اپنی قرارداد میں ایسے ناقابل تنسیخ انداز میں مطالبات کا اعتراف کیا تھا کہ وہ بعد میں بآسانی اس نظریہ سے انحراف نہیں کر سکتی تھی جس کا اس نے رسمی طور پر قرارداد میں اظہار کر دیا تھا۔ اور اس کے خود لیگ کے ... را ایسا برسر ترجمان تھے۔ ہمیں اس میں رتی بھر بھی شبہ نہیں کہ اس تمام ہنگامہ کے ایک سے زیادہ مشترکہ اسباب ہو سکتے ہیں۔ اور یہ کہ اگر مسلم لیگی لیڈروں کو مطالبات سے پیدا ہونے والے نتائج کا پورا احساس ہوتا۔ اور انہیں صوبہ کو بدنامی اور تباہی سے بچانے کی خواہش ہوتی تو وہ ایسا کرنے کے اہل تھے کہ جڑانوالہ اور سرگودھا کے مقدمات اور کیمبل پور کا واقعہ واضح سبق تھے۔ اور جو اگر اچھی طرح پڑھائے جاتے تو عوام کی آنکھیں کھول دیتے اور انہیں کسی ایجی ٹیشن میں شرکت سے باز رکھتے جو کہ بعض سیاسی طالع آزماؤں نے حکومت کو نیچا دکھانے کے لئے شروع کی تھی۔

پاکستان کے عوام

ہمیں یقین ہے کہ ہمارا عام آدمی صاحب خلوص ہے اور وہ دنیا کے دوسرے باشندوں کی طرح مذہبی رجحان رکھتا ہے اور غالباً اس سلسلہ میں وہ دوسری قوموں سے پیش پیش ہے۔ لیکن وہ مسائل کو ان کی نوعیت کے مطابق سمجھنے کا پورا شعور رکھتا ہے بشرطیکہ وہ مسائل صحیح طور پر اس کے سامنے پیش کئے جائیں۔ ایک نئی مملکت کا محب وطن اور دیانتدار شہری ہونے کی حیثیت سے جب کہ وہ ہے۔ ہمارے لیڈروں کے مشورہ کو فوراً سنتا بشرطیکہ اسے اس تحریک کے خوفناک نتائج سے آگاہ کرنے کی کوشش کی جاتی جو کہ بعض محروم و ناکام سیاسی اشخاص نے اپنے سابقہ گناہوں کو دھونے کی غرض سے شروع کی تھی۔ اگر ایک آدمی کو ذہن نشین کرانے کی کوشش کی جاتی کہ ایک سیاسی جماعت جو کہ مسلم لیگ کے مقابلہ پر میدان میں آنا چاہتی ہے۔ وہ اپنے آپ کو مقبول بنانے کے لئے مذہب کو استعمال کر رہی ہے۔ اور یہ کہ وہ اس کو بے وقوف بنا رہی ہے تو وہ اسے فوراً سمجھ جاتا۔ گوجرانوالہ اور سرگودھا میں دفعہ ۱۴۴ کی جو خلاف ورزیاں ہوئی تھیں وہ اس بات کی واضح مثالیں تھیں کہ سیاسی مقاصد براری کے لئے کس طرح مذہب کو استعمال کیا جا رہا ہے سرگودھا میں جمعہ کو صبح دس بجے ایک مسجد میں جلسہ عام ہوا تھا۔ اور اس جلسہ کے منتظمین کو ایک تبلیغ سے زیادہ اور کسی بات کی ضرورت نہیں تھی۔ کہ جمعہ کی نماز کس طرح ایک بجے ادا کی جا سکتی ہے جلسہ کے صدر اور اس میں تقریریں کرنے والوں کے ناموں کا پہلے ہی اعلان کر دیا گیا تھا یہی صورت گوجرانوالہ کی تھی۔ یہاں جلسہ کا اعلان بھی پوسٹروں اور لاؤڈ سپیکروں کے ذریعے ایک روز پیشتر اعلان کر دیا تھا۔ ان اطلاعات میں کہا گیا تھا کہ اجلاس یا درمیں کے ناموں کا ذکر کر دیا تھا۔ جلسے منعقد ہونے کی غرض سے مختلف مقامات سے آ رہے تھے۔ جلسہ کا افتتاح ایک شخص نے اس وقت کیا تھا جبکہ خطیب اپنا خطبہ پڑھ رہا تھا اور یہ اس وقت ہوا جبکہ نماز ختم ہو چکی تھی۔ اگر مسلم لیگ کے لیڈر احرار کی چالوں کو بے نقاب کرنے کی کوئی کوشش کرتے تو اس بات میں ذرہ بھر بھی شبہ نہیں کہ عوام اپنے رویہ پر نظر ثانی کر لیتے اور حکومت کا نظریہ سمجھنے کے بعد اس کو سراہتے۔ پارٹیوں کے قابل وکلاء نے ہمارے سامنے جمہوری اصولوں کے نام پر اپیلیں کی ہیں۔ اور اس بات پر بہت زیادہ زور دیا ہے کہ مطالبات متفقہ تھے اور ایک جمہوری ملک میں جب کسی خاص مطالبہ کو اتنی مضبوط اور عام حمایت حاصل ہو تو حکومت اسے منظور کرنے کی پابند ہوتی ہے یہ کہا گیا ہے کہ ہمارے سیاسی لیڈر جو کہ اکثریت رائے سے منتخب ہوئے ہیں۔ اپنی موجودہ پوزیشن میں اسی لئے ہیں۔ کیونکہ ان کو اس پوزیشن میں رکھا گیا ہے اور یہ کہ وہ ایسا کرنے کے پابند ہیں۔ جو کہ ان کے ووٹر چاہتے۔

نمائندہ حکومت

وزارت مسلم لیگ کی طرف سے بھی ہمارے سامنے اسی موقف کا اعادہ کیا گیا ہے اور اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ ایک نمائندہ حکومت کی شکل میں ایک سیاسی لیڈر کو صرف اسی وقت عوام کا نمائندہ کہا جا سکتا ہے جبکہ وہ عوام کے مطالبات تسلیم کرے اور ان کے احساسات و جذبات اور توقعات کو روبہ عمل لائے۔ ہمارا خیال ہے کہ ہمارے لیڈروں کے لئے یہ ایک کمزور نظریہ ہے۔ ایک ایسے ملک میں جہاں عوام کی ایک بڑی اکثریت ان پڑھ ہو اور ان کی ایک قلیل تعداد تعلیم یافتہ ہو۔ ایسی پوزیشن تسلیم کرنے سے بہ پریشانی کی نتیجہ ہوگا کہ ہمارے لیڈر عام حالات میں تعصبات کے مجسمہ ہیں اور اعلیٰ نظریات ...۔

جہاں حق انتخاب رکھنے والا اپنے ملک کے بین ... مسائل کی تفہیم کا پورا شعور رکھتا ہو اور قومی دلچسپی کے تمام مسائل کو ... طور پر ... کی پوری استعداد رکھتا ہو وہاں لیڈر کو رائے عامہ کا پابند ... پڑتا ہے یا اپنا عہدہ و منصب ... کے لئے خالی کر دینا پڑتا ہے لیکن ہمارے ملک ایسے ملک میں لیڈروں کا اصل مقصد انکی رہنمائی کرنا ہے نہ کہ رہنمائی حاصل کرنا ہے جیسا کہ مسٹر قریشی نے ... طور پر کہا ہے: "بے شعور ملیشیوں کی طرح جرأت کا ثبوت دینے میں غیر مقبول ہونے کے خدشے کی وجہ سے اس نظریہ کا فقدان تھا جو تحریک کا مقصد ... تھا"

لیڈروں نے عوام کو یہ بتانے کی کوشش ہی نہیں کہ انہیں گمراہ کیا جا رہا ہے اور اس کا نتیجہ ملک کی سالمیت کو پارہ پارہ کر سکتا ہے

یا رہے روک سکتا تھا۔

سیاسی رہنما

پس ہمارا یہ احساس ہے کہ ہمارے لیڈر اپنے فرائض کو سرانجام دینے میں ناکام رہے اور یہ کہ وہ ایسے موقعہ پر اپنے آپ کو پیش کرنے کے قطعاً نااہل پائے گئے اور دور بینی، تعقل اور تدبر کی تمام صلاحیتوں سے تہی دامن تھے۔ اس تمام عرصہ میں ایک بھی ممتاز لیڈر نے شہریوں کی عقل سلیم سے اپیل کرنے کی جرأت نہ کی۔ اس وقت جبکہ آگ کے شعلے انتہا کو پہنچ چکے تھے۔ ان (لیڈروں) میں سے ایک نے بھی عوام کو یہ بتانے کی کوشش نہ کی۔ کہ انہیں گمراہ کیا جا رہا ہے۔ اور اس کا نتیجہ ملک کی سالمیت کو پارہ پارہ کر سکتا ہے۔ صوبائی مسلم لیگ کے صدر کا کہنا ہے کہ اگر ان کی مرضی پر سارا دارومدار ہوتا تو انتہائی کوشش کرتے کہ مطالبات پیش نہ ہونے پائیں۔ کیونکہ یہ مطالبات نہ تو بنیادی تھے۔ اور نہ ہی فوری طور پر ضروری تھے۔ اور جب تک پاکستان مضبوط و مستحکم نہ ہو جائے۔ اس وقت تک گھریلو متنازعہ مسائل پیدا کرنا نامناسب ہے۔ لیکن ہمارے سامنے اس بات کا کوئی ثبوت نہیں۔ کہ اس نظریہ کو ۲۷ جولائی کی قرارداد سے پہلے عوام کے سامنے پیش کرنے کی غرض سے سنجیدگی سے کوشش کی گئی ہو۔ نہ ہی اسبات کا ثبوت ہے کہ مسلم لیگ کی شاخوں کو اس تحریک کو اہمیت دینے سے بلطور ہے یا اجتناب کرنے کی کوئی ہدایت کی گئی ہو۔ اس کے برعکس صوبائی مسلم لیگ نے ایک نامناسب موقعہ پر اپنا سالانہ اجلاس منعقد کرایا اور خود صدر نے وہ قرارداد مرتب کی جو کہ کونسل نے منظور کر لی۔

ایک اور بات انتہائی اہمیت کی حامل ہے جس کا اس موقعہ پر ہمیں ضرور تذکرہ کرنا چاہیئے۔ بعض عجیب و غریب انتظامات کے تحت جن کے اصول کو ہم نہیں سمجھ سکے۔ صوبائی مسلم لیگ کا لیڈر صوبے کا وزیر اعلیٰ بھی ہے۔ یہ ممکن ہو سکتا ہے۔ اور اس صورت میں یہ ہوا ہے۔ کہ مسلم لیگ کا لیڈر ان دو قانون کے محکمے کا انچارج بھی ہے اگر وہ شخص دو مختلف عہدوں پر فائز ہو۔ تو وہ یا اس کی پارٹی جو بھی فیصلہ کرے گی۔ وہ اگر انہیں امن و قانون کے معاملات سے نزدیکی یا دوری کا تعلق ہو۔ ہو خواہ کسی حد میں اس کی پالیسی پر ضرور اثر انداز ہوں گے۔ لیکن ایک سیاستدان کے فرائض ایک ایڈمنسٹریٹر سے قطعاً مختلف ہیں۔ بطور سیاستدان ایک شخص دیا کوئی اور پارٹی) صرف پالیسی متعین کرتا ہے۔ بطور ایڈمنسٹریٹر اسے سیاسی معتقدات سے قطع نظر قانون کی مشینری کو امن و قانون بحال ...

کی غرض سے بروئے کار لانا پڑتا ہے۔ اور ان تمام عناصر کو رد کرنا پڑتا ہے۔ جو کہ معاشرہ کے تحفظ کے خلاف ہوں تحقیقات کے دوران میں اس نکتہ کی اتنی وضاحت ہو گئی ہے۔ کہ اس امر کی کوئی گنجائش ہی نہیں رہتی کہ ایسے اختلافات کے انتہائی خطرناک نتائج برآمد ہو سکتے ہیں مسلم لیگ کے انتخابی دستور میں جن نکات کا تذکرہ کیا گیا ہے ان میں سے ایک پنجاب پبلک سیفٹی ایکٹ کے خلاف لیگ کا اظہار تنفر بھی ہے اور یہ وعدہ بھی کیا گیا ہے۔ کہ مسلم لیگ اس قانون کو منسوخ کرانے کی کوشش کرے گی۔ پنجاب پبلک سیفٹی ایکٹ اس لئے وضع کیا گیا تھا کہ حالات اس قسم کے غیر معمولی قانون کے متقاضی تھے۔ کہ ہنگامی صورت میں انتظامیہ کے پاس کافی محفوظ اختیارات ہوں۔ اور اگر تحفظ عامہ یا امن قائم کرنے کے لئے ان کی ضرورت پیش آئے تو انہیں استعمال کیا جا سکے۔

اس ایکٹ کی دفعہ ۳ کے تحت حکومت کو ایسے اشخاص کو نظر بند کرنے کے اختیار حاصل ہیں۔ جن کی نظر بندی حکومت کے خیال میں امن و تحفظ عامہ کے پیش نظر ضروری ہو اپنی ایکٹ کی دفعہ ۵ جس کا مقصد بھی یہی ہے۔ کہ ماتحت حکومت کی ایسے احکام جاری کرنے کے اختیار ہیں۔ جو کسی سرگرمیوں کو محدود کر دیں۔ اس میں اس شخص کو بر سر عام تقریریں کرنے سے باز رکھنے کے اختیارات بھی شامل ہیں متذکرہ ایکٹ کی دفعہ ۶ کے تحت حکومت کو پریس اور اخبارات پر انتہائی کنٹرول حاصل ہے۔ لیکن یہ کنٹرول کسی اخبار کے کسی پرنٹر پبلشر یا ایڈیٹر کو ایسی سرگرمیوں سے باز رکھنے تک محدود ہے۔ جو پبلک سیفٹی ایکٹ یا تحفظ و امن و عامہ کے منافی ہوں سیکشن ۱۲ کے تحت کسی مجسٹریٹ کو کسی پبلک جگہ پر جلوس نکالنے یا مظاہرہ کرنے یا کسی جلسہ عام کو ممنوع قرار دینے کے اختیارات حاصل ہیں سیکشن ۲۱ کے مطابق ایسے شخص کو مستوجب سزا ٹھہرایا گیا ہے۔ جو ایسی کوئی تقریر کرے یا کوئی بیان شائع کرے یا افواہ یا خبر پھیلائے۔ جو تقریر یا مطبوعہ شے پبلک میں خوف و ہراس پھیلائے یا جس سے اس کا امکان ہو یا یہ بات ان میں کسی حکومت یا تاج کے کسی ملازم کی بدنامی کا باعث ہو۔ یا امن کا امکان پیدا کرے۔ یا مزید برآں تحفظ عامہ یا قیام امن عامہ کے خلاف سرگرمیوں کو تقویت پہنچائے یا اس کا امکان پیدا کرے سیکشن ۲۳ میں کہ ایسی علی رسم ادا کرنے میں سزا کے اختیارات تفویض کئے گئے ہیں۔ جو موت کے متعلق یا موت واقع ہونے پر ادا کی جانے والی رسومات کے مشابہ ہو۔ دفعہ ۲۵ میں ایسے شخص کی سزا تجویز کی گئی ہے۔ جو کسی سرکاری ملازم یا کسی مقامی حاکم کو اپنے فرائض منصبی کے ادا کرنے یا اس میں ناکام رہنے کی ترغیب دے۔ پنجاب پبلک سیفٹی ایکٹ کی یہ دفعات اس لحاظ سے ہنگامی قانون کی نوعیت رکھتی ہیں۔ کہ انہیں ایسے حالات میں بروئے کار لایا جاتا ہے۔ جبکہ عام قانون قائم رہے۔ اور تحفظ امن عامہ کو شدید خطرہ لاحق ہو۔ یہ ایکٹ اس وقت استعمال کرنے کے لئے۔ جب کہ کوئی کیس اس قسم کے غیر معمولی اختیارات کا متقاضی ہو۔ اور ایسی صورت پیدا ہو گئی ہو کہ عام قانون اس میں عہدہ برآ ہونے میں ناکام رہے۔ پس اگرچہ مسلم لیگ اس قانون کے خلاف تھی۔ یہ ملک کے لیڈروں کا فرض تھا جب کہ وہ اس وقانون کا انچارج تھا۔ کہ اگر اس کے خیال میں تحفظ وامن عامہ کو لاحق شدہ خطرہ دور کرنا ضروری تھا۔ تو وہ اس غیر معمولی مشینری کو بروئے کار لائے۔ جب سے احمدی اور غیر احمدی تنازعہ سے تحفظ و امن کو خطرہ لاحق ہونا شروع ہوا تھا۔ ان افسران کی طرف سے جو کہ ان دفعات کا استعمال ضروری سمجھتے تھے۔ وزارت کو پبلک سیفٹی ایکٹ کی کسی نہ کسی دفعہ کے تحت کارروائی کرنے کی سفارش کی جا رہی تھی۔ لیکن جب معاملہ مسلم لیگ کے لیڈر کے سامنے یہ معاملہ بطور صوبہ کے وزیر اعلیٰ کے پیش ہوا۔ تو اس نے ایسے فیصلے کئے جو مسلم لیگی نظریہ کے حامل تھے لیکن انتظامی نقطۂ نظر سے غلط تھے۔

انتظامیہ کے افسروں نے جن معاملات سے نپٹا۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ وقتاً فوقتاً اس امر کی سفارشات کی جا رہی ہیں۔ کہ یا تو کسی شخص کو دفعہ ۳ کے تحت گرفتار کر لیا جائے یا اسے تقریریں کرنے سے منع کر دیا جائے۔ یا دفعہ ۵ کے ماتحت کسی مخصوص علاقہ میں پابند کر دیا جائے یا دفعہ ۳ کے تحت حکومت کے اعلیٰ حکام کو گالیاں دینے اور فرضی جنازے نکالنے کی پاداش میں اس پر مقدمہ چلایا جائے۔ لیکن پنجاب سیفٹی ایکٹ سے سیاست دانوں کو نفرت تھی۔ اور جب بھی اس دفعہ کے تحت اقدام کی سفارش کی گئی۔ تو اسے سیاست کا چشمہ لگا کر دیکھا گیا۔

اور جب بھی فیصلہ کا وقت آیا۔ تو سیاست دانوں نے کلام سے اپنے نظریات کے مطابق فیصلہ کرانے کی کوشش کی۔ انتظامیہ کا انچارج ہمیشہ قانون اور امن و امان کا نگران ہوتا ہے۔ اور وہ ہمیشہ ضرورت کے مطابق قانونی امور کا جائزہ لیتا ہے لیکن جہاں تک سیاستدان کا تعلق ہے۔ اس کے پیش نظر مجوزہ اقدام کا اپنے اوپر اور پارٹی پر اثر ہوتا ہے۔ اس ذہنیت کی دلچسپ وضاحت اس سے ہوتی ہے کہ قانون کے مشیر نے مسٹر انور علی کی ۳۰ دسمبر ۱۹۴۹ء کی سفارش کو اپنایا کہ احرار اور رہنماؤں پر دفعہ ۱۲۱ کی سیکشن ۱۵۳ سے پنجاب پبلک سیفٹی ایکٹ کے تحت مقدمہ چلایا جائے۔ ملک محمد انور جو سیاستدان بھی تھے۔ مجوزہ اقدام کے خلاف فیصلہ کرتے ہوئے تجویز کیا کہ احرار کے خلاف اقدام دانشمندانہ معلوم نہیں ہوتا۔ کیونکہ مسلمان احمدیت کے معاملہ میں بڑے جذباتی واقع ہوئے ہیں۔ اور احمدیت کے خلاف احرار پر مقدمہ چلانا ان کو عوام کی نظروں میں شہادت کا درجہ دے دیگا۔ جس کے وہ مستحق نہیں اور اکثر انہوں نے ایسے ہی خیالات کا اظہار کیا ہے مگر معلقانہ بھی تمام امور اس چیز کے موید نظر آتے ہیں۔ کہ پنجاب پبلک سیفٹی ایکٹ کے تحت اقدام ان کو غیر ہر دلعزیز بنا دے گا۔

ایک معاملہ میں انہوں نے یقیناً حکم دیا تھا کہ وہ پنجاب سیفٹی ایکٹ کے تحت کسی قسم کا اقدام نہیں کرنا چاہتے لیکن بعد ازاں وہ افسر جن کے ذمہ امن عامہ تھا متفکر نظر آئے۔ اب جہاں تک سیاستدان کے اصول کا تعلق ہے جب وہ منتظم کی حیثیت سے اقدام کرتا ہے۔ تو وہ اقدام جس پر قانونی نقطۂ نظر سے کارروائی ضروری ہوتی ہے۔ اس لئے عمل میں نہیں آتا کہ اس سے عام بے اطمینانی پھیلنے کا امکان ہوتا ہے۔ اگر عوام ایک قتل کر دیتے ہیں اور قاتل پر مقدمہ چلانے سے عوام میں اشتعال پھیلتا ہے تو قاتل کو سزا دینے کی ضرورت نہیں۔ ایجی ٹیشن کے دوران میں مقدمہ چلائے جانے کی جو سفارشات حکومت تک پہنچیں ان تمام کا اسی نقطۂ نظر سے فیصلہ کیا گیا۔ دفعہ ۱۴۴ کے تحت مساجد میں اعلان پر پابندی سے گریز اس کی دوسری مثال ہے۔ احرار اور علماء عوام کے سامنے یہ چیز رکھ سکتے تھے کہ حکومت انہیں مساجد میں بعض اقدامات سے روک رہی ہے۔ یہ حکومت کی طرف سے ان کے مذہبی حقوق پر چھاپہ کے مترادف ہے جیسا کہ ہم پہلے کہہ چکے ہیں۔ حکومت پر مداخلت فی الدین کا الزام بے بنیاد تھا۔ لیکن اس الزام کی تردید کے لئے جب کسی ایجنسی کی طرف سے جوابی پراپیگنڈا

جس وسیع پیمانے پر احمدیوں کے خلاف دشنام طرازی و تضحیک کی جا رہی تھی اس کی وجہ سے احمدیوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا ہو گا

نہ ہوا۔ تو یہ لوگ عوام کی تحسین کا مرکز بن گئے۔ سارے ہیرو تصور کئے جانے لگے۔ وزیر اعلیٰ نے اپنی سیاسی پارٹی کے ممکن ردّ عمل اور پوزیشن ہی کو محسوس کیا۔ اور جب کیمپ کے واقع کی اطلاع عوام تک پہنچی جس میں پولیس نے طاقت استعمال کی تھی۔ اور کچھ اموات واقع ہو گئی تھیں۔ اور ہائی کورٹ کے جج کی طرف سے پولیس کی اس طاقت کو حق بجانب قرار دیا گیا تھا۔ تو ایڈمنسٹریٹر نے سیاستدان کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔ اور نہ صرف ماخوذ ملزموں کو رہا کر دیا گیا۔ بلکہ معرضِ التوا میں پڑے ہوئے مقدمات اور وہ مقدمے بھی واپس لے لئے گئے۔ اس کے بعد ابطالِ احرار اور مظاہرین کے خلاف کوئی اقدام نہ کیا گیا۔ جبکہ ان کو جس حد تک وہ مناسب سمجھتے تھے پروپیگنڈا کے لئے کھلا چھوڑ دیا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ احرار کو متعدد بار تنبیہہ کرنا ایک اچھا خاصا مذاق بن گیا۔ ایک ہی آدمی کو مختلف مواقع پر مختلف افسروں کی طرف سے تنبیہہ کی گئی لیکن کسی قسم کا کوئی مؤثر اقدام نہ کیا گیا۔

ایمان کا انفرادی مسئلہ

بہت سے افسروں کی طرف سے دفعہ ۱۵۳ الف دفعہ ۲۹۵ الف کے تحت مقدمات چلانے کی سفارش کی گئی۔ اور اس بات سے کوئی اختلاف نہیں ہو سکتا کہ جن فریقین کے خلاف مقدمات چلانے کی سفارش کی گئی تھی۔ ان سے ان دو دفعات کے تحت جرائم سرزد ہوئے تھے۔ لیکن کوئی مقدمہ چلایا ہی نہیں گیا۔ بلکہ بہت آخری مرحلہ میں ایک پراسرار حکم جاری کیا گیا کہ اگر کوئی عام قانون کی خلاف ورزی کا مرتکب ہو تو اس کے خلاف مقدمہ چلایا جائے۔ جو لوگ احمدیوں اور ان کے رہنما کے خلاف منافرت پھیلا رہے تھے ان کے خلاف سخت اور نتیجہ خیز کارروائی کے فقدان کا نتیجہ بالکل ظاہر ہے۔ ایمان ایک انفرادی مسئلہ ہے اور دوسرے کو یہ خواہ کتنا ہی غلط بدیانتی پر مبنی اور مضحکہ خیز کیوں نہ معلوم ہو۔ یہ بات ملحوظ رکھنی ہے کہ اس میں دیانتداری اور خلوص سے یقین رکھے

احمدی اپنے فرقہ کے بانی اور بعد کے سربراہوں کی بشمول موجودہ سربراہ بڑی تکریم و احترام کرتے ہیں۔ ان شخصیتوں پر حملہ سے یقیناً احمدیوں کے مذہبی جذبات مجروح ہوتے ہوں گے اس بات میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا کہ جس وسیع پیمانے پر سرحد بھر میں پروپیگنڈا بشمول دشنام طرازی و تضحیک کیا جا رہا تھا۔ اس کی وجہ سے احمدیوں کو نفرت و حقارت کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا۔ اس لئے ایسے لوگوں کے خلاف کارروائی کرنے سے احتراز سے جو ایک فرقہ کے خلاف عوام میں زہریلے جذبات پیدا کرنے کے ذمہ دار تھے یہی نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ کوئی ایسا اقدام اٹھانے سے احتراز کی خواہش کارفرما تھی۔ جس سے عوام میں عدم اطمینان پیدا ہوا خواہ اس فرقہ کے لئے یہ گھاؤ کتنا ہی گہرا اور شدید کیوں نہ ہو۔ اس کی بنیادی وجہ مسلم لیگ اور اس کے لیڈروں کی عوام میں ہردلعزیز رہنے کی خواہش تھی۔ تاکہ اس سے رائے دہندوں پر ایسا خوشگوار اثرات مرتب نہ ہوں۔ جس سے لیگ کو مناسب اقتدار سے معزول ہونا پڑے۔

دولتانہ کی بددیانتی

اس خواہش کے تحت مسٹر دولتانہ نے اپنا ۴ مارچ ۱۹۵۳ء کا بیان جاری کیا۔ یہ بیان اس لحاظ سے بددیانتی پر مبنی تھا کہ یہ سیاسی اصلاح تھا جو مایوسی کی حالت میں مارشل لاء کے نفاذ کے روکنے کے لئے کیا گیا تھا۔ اس کا ہمارے سامنے اعتراف کیا گیا۔ اس بات سے بھی یہی نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ ۱۰ مارچ کو مسٹر دولتانہ نے خود اپنا بیان واپس لے لیا۔ آخر یہ بیان ایسے وقت کیوں جاری کیا گیا تھا۔ جب مسٹر دولتانہ کو معلوم تھا کہ مارشل لاء نافذ کرنے کا فیصلہ کیا جا چکا ہے یا کیا جانے والا ہے؟ اس کا صرف یہی جواب ہو سکتا ہے کہ یہ صرف عوام میں ہردلعزیز رہنے کی خواہش تھی۔ جس سے مجبور ہو کر یہ قدم اٹھایا گیا۔ مسٹر دولتانہ نے اس بات کی طرف رتی بھر توجہ نہ دی کہ اس بیان سے پیچیدگیاں پیدا ہوں گی اور مرکزی حکومت کو انتہائی الجھن پیدا ہو گی۔ جو واقعی پیدا ہوئی۔ مرکزی حکومت خواہ انتہائی دشواریوں میں مبتلا ہو مسٹر دولتانہ نے یہ خیال کیا کہ انہیں کوئی ایسی بات نہیں کرنی چاہیئے جس سے وہ ہر دلعزیز نہ ہو سکیں۔

اخبارات

ہم نے اس رپورٹ میں اخبارات کی سرگرمیوں کو بڑی تفصیل سے بیان کر کے ان پر تبصرہ کیا ہے۔ اس سلسلہ میں بدترین مجرم "آزاد" "زمیندار" "احسان" "آفاق" اور "مغربی پاکستان" تھے۔ ان میں اول الذکر خالص احراری اخبار تھا۔ لیکن دوسرے چاروں اخبار یقیناً حکومت سے متاثر ہو سکتے تھے کیونکہ انہیں حکومت سے کثیر امداد ملتی تھی۔ "آفاق" تو عملاً مسٹر دولتانہ کا اپنا اخبار تھا۔ بہرصورت یہ مسٹر انور علی کی ذاتی نگرانی اور کنٹرول میں تھا۔ جو محکمہ تعلقات عامہ کے ڈائریکٹر ہونے کی حیثیت میں پالیسی کے امور میں مسٹر دولتانہ کے کنٹرول میں تھے۔ ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی کی طرح ہم بھی تصور نہیں کر سکتے کہ اس طویل مدت میں یہ اخبارات کس نوعیت سے اور کتنی کمیت میں مواد پیش کر رہے تھے۔ اگر یکم جون کے "آفاق" کا مضمون تحریک کے متعلق سابقہ رویہ کا آئینہ دار ہے۔ تو اس وقت تک وہ اس تنازعہ کے متعلق معقول رویہ پر عمل پیرا تھا۔ لیکن اوائل جولائی میں اس کی پالیسی میں اچانک تبدیلی ہوئی اور وہ نہ صرف ایجی ٹیشن پر غیر معمولی توجہ مبذول کرنے لگا بلکہ اس مسئلہ پر اس کے نظریات بالکل بدل گئے۔ اور اس کی پالیسی اور استرداد میں مسلم لیگ کی قرارداد اور مسٹر دولتانہ کی تقاریر سے کامل ہم آہنگی جھلکنے لگی۔ غالباً اس نے اپنے نظریات قرارداد اور تقاریر سے مستعار لئے۔ لیکن اسباب کا انتہائی امکان ہے اگر چہ اس کی براہ راست شہادت موجود نہیں کہ مسٹر دولتانہ اور میر نور احمد جو اس اخبار کی پالیسی کو کنٹرول کر رہے تھے۔ کچھ اشتراک عمل رکھتا تھا۔ اور ان کا یہ مقصد تھا کہ طوفان کا رخ کراچی کی طرف پھیر دیا جائے بہرصورت یہ ان مضامین کا قدرتی اثر تھا کہ جو اس اخبار نے ۲۷ جولائی کی صوبہ مسلم لیگ کی قرارداد کے بعد لکھے

زمیندار کی دشنام طرازی

یہ بیان کیا گیا ہے کہ زمیندار کی ہردلعزیزی اور اشاعت احمدیوں کی مسلسل تضحیک اور ان کے خلاف دشنام طرازی کی وجہ سے تھی۔ تاہم ہم اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ اس اخبار کو کثیر سرکاری امداد کے پیش نظر اگر ڈائریکٹر محکمہ تعلقات عامہ اس کی سرگرمیوں پر کنٹرول کرنے کی خواہش رکھتے تو یہ اپنی پالیسی میں اصرار کرتا۔ کیونکہ ملک اختر علی خان اور مسٹر دولتانہ میں قریبی تعلقات تھے۔ "آزاد" اور "مغربی پاکستان" یقیناً ڈائریکٹر تعلقات عامہ کی ناراضگی مول لینے کی جرأت نہیں کر سکتے تھے۔ اول الذکر کے لئے سرکاری امداد زمین جیسی پھاڑ کر ملنے کے مترادف تھی۔ کیونکہ اس کی قلیل اشاعت کی وجہ سے اس کے لئے امداد کافی زیادہ تھی۔ ان اخبارات نے مطالبات کے حق میں زور شور سے پراپیگنڈا جاری رکھا۔ اس کا یہ نتیجہ نکلا تھا کہ یہ بات زیادہ سے زیادہ تسلیم کی جانے لگی کہ مطالبات کو منظور کرانے کے لئے اسباب کی ضرورت ہے کہ خواجہ ناظم الدین کو ان کا ہم خیال بنا دیا جائے یا انہیں دھمکی دے کر گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا جائے۔

رپورٹ کے کسی پہلے حصے میں ہم نے ان مضامین کا لب لباب نقل کیا ہے۔ جو یہ اخبار اس تنازعہ کے بارے میں لکھتے رہے ہیں اس سلسلے میں انہوں نے بار بار مضامین لکھ کر اور ان مطالبات کو حق بجانب ثابت کرنے کا رویہ اختیار کر کے جو غیر معمولی دلچسپی لی۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ ایجی ٹیشن کو ہوا دینا چاہتے تھے۔ اور جہاں تک ممکن ہو۔ اس کو پھیلانا چاہتے تھے۔ ان اخبارات کے کالموں میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں تھا۔ جس سے ان حالات کی حوصلہ شکنی یا تردید مقصود ہوتی۔ جو کہ اس سلسلہ میں صوبے میں رونما ہو رہے تھے۔ طویل اور مدلل مضامین کی اشاعت جن سے یہ ظاہر کرنا مقصود تھا۔ کہ احمدی ایک علیحدہ فرقہ ہیں۔ ایجی ٹیشن کے متعلق حادثات و واقعات کی سنسنی خیز خبریں۔ ملاقاتوں کے نتائج۔ لیڈروں کی تقریریں۔ اور مسجدوں میں پاس کی ہوئی اور منظور ہونے والی قراردادوں کا نتیجہ ایجی ٹیشن کی ترویج یا شدت ہی ہو سکتا تھا۔ اور یہ نتیجہ نہ صرف ان اخبارات کو خوب معلوم تھا بلکہ ممکن ہے ان کا مدعا بھی یہی ہو۔ اس کے بعد ان اخباروں کا اس بات پر زور دینا کہ مطالبات کو تسلیم کرنا مرکز کے حیطۂ اختیار میں ہے۔ اس کا واحد نتیجہ یہی ہو سکتا تھا۔ کہ ایجی ٹیشن کا رخ کراچی کی طرف تبدیل ہو جائے۔ اس سے قبل ہم ڈائریکٹر تعلقات عامہ کے خلاف یہ الزام تسلیم کر چکے ہیں۔ کہ وہ تحریک کا رخ کراچی کی جانب موڑنے والوں کے ساتھ تھے۔ اور "آزاد" کے سوا تمام اخبارات ڈائریکٹر تعلقات عامہ کے زیر بار تھے۔ اور ان کے اثر و نفوذ میں

اگر مطالبات تسلیم کر لئے جاتے تو بین الاقوامی سوسائٹی میں پاکستان کے لئے کوئی جگہ نہ رہتی

تھے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس سلسلہ میں ان کی پالیسی ڈائرکٹر تعلقات عامہ ہی کے ہاتھ میں تھی۔ پس وہ تمام اس صورت حال کے ذمہ دار تھے جو مطالبات مسترد کرنے کے بعد پیدا ہو گئی تھی۔ اور اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے فسادات کے بھی ذمہ دار تھے۔

واحد راستہ

خواجہ ناظم الدین نے کوئی قدم کیوں نہ اٹھایا؟ اس کی صرف یہی وجہ نہیں تھی کہ (جیسا کہ خواجہ صاحب نے کہا ہے) ایسا اعلان دوسرے مسلم ممالک میں مؤثر ثابت نہ ہوتا۔ ایسا قدم اس کے دور رس نتائج کے پیش نظر اٹھایا گیا۔ اگر مطالبات تسلیم کر لئے جاتے تو بین الاقوامی سوسائٹی میں پاکستان کے لئے کوئی جگہ نہ رہتی۔ علماء سے تصادم اور بین الاقوامی سوسائٹی سے پاکستان کے اخراج کے دو راستوں کے درمیان خواجہ ناظم الدین کے لئے صرف ایک راستہ باقی رہ جاتا تھا۔ کہ وہ ملک کے نام پر اور ان عوام کے نام پر جو قحط کے خطرے سے دوچار تھے علماء سے رحم کی اپیل کرتے۔ لیکن ملک عوام اور بھوک کے دنیوی اور مجلسی تقاضے خدا کی رضا اور حکم کے سامنے کیا اہمیت رکھتے ہیں۔ علماء اللہ کی رضا اور فرمان لے کر خواجہ ناظم الدین کے پاس گئے تھے۔ اسی لئے وہ اپنے مطالبات پر اڑے رہے۔ اور انہوں نے کسی کی بات نہ مانی نہ خواجہ ناظم الدین نے علماء کو یاد دلایا کہ چوہدری ظفر اللہ خاں کو خود قائد اعظم نے ان کے عہدے پر فائز کیا تھا۔ لہذا انہیں بانی پاکستان کے فیصلہ کا احترام کرنا چاہیئے

لیکن دنیا میں ہر دوسری چیز تبدیل ہو سکتی ہے۔ اگر کوئی چیز تبدیل نہیں ہو سکتی تو وہ علماء کے نظریات ہیں۔ دلائل دنیا میں ایسے نظریات کو قطعاً متاثر نہیں کر سکتیں۔

یہ شہادت بھی ملی ہے کہ خواجہ ناظم الدین نے علماء میں پھوٹ ڈالنے کی کوشش بھی کی اور ایک پارٹی کو وزارت بھی پیش کی۔ خواجہ صاحب ایک محترم شخصیت ہیں اور ایسی چالیں نہیں چل سکتے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی وہ سیاستدان بھی تھے۔ اور سیاست میں بسا اوقات انسان کی شخصیت سیاست کے تابع ہو جاتی ہے۔ اسی طرح علماء میں بھی ایسی لائق شخصیتیں موجود ہیں جن کے عقائد میں پختگی اور جرأت موجود ہے اور جنہیں دنیاوی کشش متاثر نہیں کر سکتی۔ لہذا علماء کو تقسیم کرنے اور رشوت دینے کی کوشش ناکام رہی۔ چنانچہ خواجہ ناظم الدین نے دفع الوقتی کی کوششیں شروع کیں۔ اور ایک بار انہوں نے تمام عالم اسلام کے مذہبی رہنماؤں کو جمع کرنے کا ارادہ بھی کیا تاکہ وہ انہیں اس مشکل سے نجات دلا سکیں۔ لیکن لیکن علماء کا پیمانہ صبر لبریز ہو چکا تھا۔ اور وہ مزید انتظار کے لئے تیار نہیں تھے۔ لہذا انہوں نے ڈائرکٹ ایکشن کے پروگرام کا فیصلہ کیا۔

اب خواجہ ناظم الدین صاحب کے سامنے صرف ایک ہی راستہ تھا۔ یا تو وہ علماء کا چیلنج قبول کرتے ورنہ اپنے عہدہ کو خیرباد کہہ دیتے۔ انہوں نے پہلا راستہ اختیار کیا۔ اور علماء کو گرفتار کر لیا گرفتاریوں سے کئی ہفتے بعد انہوں نے پارلیمنٹ میں بجٹ پر عام بحث کے دوران میں یہ واضح

کرتے ہوئے کہ لاہور شہر میں مارشل لاء کا نفاذ کس طرح ناگزیر ہو گیا تھا۔ علماء کے اقدام کو غیر جمہوری اور غیر اسلامی قرار دیا۔ انہوں نے یہ بتانے کی کوشش کی کہ بیشتر علماء ڈائرکٹ ایکشن کے خلاف تھے اور علماء کے ایک انتہا پسند گروپ نے اقدام شروع کیا۔

خواجہ ناظم الدین یہ کہنے میں حق بجانب نہیں تھے۔ کیونکہ ڈائرکٹ ایکشن کی قرارداد ۱۸ جنوری کو آل پاکستان آل مسلم پارٹیز کنونشن میں متفقہ طور پر منظور کی گئی تھی۔ اس کنونشن میں ہر مکتبہ فکر کے علماء موجود تھے (گو ڈائرکٹ ایکشن کا طریق کار بعد میں طے کیا گیا) اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر خواجہ ناظم الدین کا ذہن واقعی اس بارے میں صاف تھا کہ ڈائرکٹ ایکشن غیر جمہوری غیر اسلامی اور ملکی مفادات کے منافی ہے۔ تو انہوں نے اس سے پہلے اس وقت یہ اعلان کیوں نہ کیا جب ۲۲ جنوری کو علماء کے ایک وفد نے ان سے ملاقات کر کے انہیں ڈائرکٹ ایکشن کا الٹی میٹم دیا تھا۔

خواجہ ناظم الدین کی طویل ملاقاتوں کی رپورٹیں تقریباً تمام اخبارات میں شائع ہوتی رہیں۔ جن سے عوام نے یہ تاثر حاصل کیا کہ خواجہ صاحب کو علماء کے نقطۂ نظر سے ہمدردی ہے۔ جب بالآخر انہوں نے ۲۷ فروری کو مطالبات مسترد کرنے اور علماء کو گرفتار کرنے کا فیصلہ کیا۔ تو اس اقدام کے لئے انہوں نے جو وجوہ بتائے ان کا اعلان نہیں کیا گیا۔ بلکہ حکومت پنجاب کو واضح طور پر یہ ہدایت کی گئی۔ کہ وہ اس امر کا ہرگز انکشاف نہ کرے کہ یہ مرکزی حکومت کے نظریات ہیں۔ مرکزی حکومت کے ان نظریات کو صیغہ راز میں رکھنے کی ہدایت سے کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ اس سے صرف یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ یا تو مرکزی حکومت کو اپنے موقف کی پختگی کا یقین نہیں تھا۔ اور یا وہ خود کو کسی ایسے اقدام سے وابستہ نہیں کرنا چاہتی تھی۔ جو بعد ازاں غیر مقبول ثابت ہو سکتا تھا۔

(الفضل ۲۹ اپریل ۱۹۵۳ء)

احمدیوں کا مستقبل

روزنامہ پرتاپ نے اپنی اشاعت ۱۴ مئی میں عنوان بالا کے تحت ذیل کا اداریہ تحریر کیا ہے۔ وہ لوگ جو مذہب کے نام پر احمدیوں کو اقلیت قرار دینے اور تنگ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ اس کے آئینہ میں اپنا رخ دیکھیں کہ کس طرح وہ اسلام کو بدنام کرنے کا موجب ہو رہے ہیں۔ (ایڈیٹر)

روزنامہ پرتاپ نے کراچی کے دو اخبارات "منگ" اور "انجام" نے چوہدری ظفر اللہ کے استعفیٰ کی خبر شائع کی ہے۔ اس قسم کی خبریں پچھلے دو سال سے اڑ رہی ہیں۔ لیکن اس بار کچھ تفصیل بھی دی گئی ہے ان اخبارات کی روایت ہے کہ چوہدری صاحب نے اپنے استعفیٰ میں لکھا ہے کہ ان غیر یقینی حالات میں جو ان دنوں پاکستان میں پیش آ رہے ہیں کام کرنا مشکل ہے۔ اخبارات نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس عہدہ سے سبکدوش ہو کر چوہدری صاحب لندن میں پریکٹس کریں گے۔ یا ہیگ کی بین الاقوامی عدالت میں۔ یہ بھی کہ یہ استعفیٰ ایک بار پاکستان کے منتری منڈل کے سامنے آ چکا ہے اور ایک ہفتہ تک اس کا فیصلہ ہو جائیگا۔ یہ درست ہے کہ حالات نہایت غیر یقینی ہیں۔ استعفیٰ کی طلبی یا موقوفی کی تلوار سو دقت چوہدری صاحب کی گردن پر لٹکتی رہتی ہے۔ ان حالات میں یکسوئی اور حل جمعی سے کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ منتری منڈل کے لئے بھی ان کا تیاگ

پتر ہو سکا دکرنا آسان نہیں۔ اس لئے کہ چوہدری صاحب اس وقت ایک بین الاقوامی حیثیت کے مالک ہیں۔ ان کا استعفیٰ منظور کر کے پاکستان سرکار ساری مہذب دنیا کے سامنے اس امر کا اعتراف کرے گی کہ اس کے ہاں کوئی احمدی کسی اعلیٰ عہدے پر نہیں رہ سکتا۔ اس کا رد عمل نہ جانے کیا ہو اور کہاں تک ہو۔ دوسری طرف حکومت لاچار ہے۔ کیونکہ وہ مہم جس کے سر پر وہ چل رہی ہے چوہدری صاحب کا سر مانگ رہی ہے۔ اب احرار اسلام یا جماعت اسلامی کا سوال نہیں رہا مسلم لیگ ان کا استعفیٰ مانگ رہی ہے۔ کیونکہ وہ جانتی ہے کہ چوہدری صاحب اور دوسرے احمدیوں کو کلیدی عہدوں سے ہٹائے بغیر وہ زندہ نہیں رہ سکتی۔ کچھ مسلم لیگیوں نے دھمکی دی ہے کہ اگر احمدیوں کو بڑے بڑے عہدوں سے ہٹایا نہ گیا تو وہ مسلم لیگ سے تعلق قطع کر لیں گے۔ مغربی پنجاب کے تعمیر منتری ملک فیروز خاں نون سے خارجی وزارت کی طرف سے چوہدری صاحب کے استعفیٰ کا مطالبہ کیا ہے اور وہ پردھان منتری اور گورنر جنرل سے ملاقات کرنے کے لئے کراچی جا رہے ہیں پھر سوال چوہدری ظفر اللہ خاں کے مستقبل کا ہی نہیں بلکہ سب احمدیوں کے مستقبل کا ہے۔ اگر چوہدری صاحب اپنی مسلمہ قابلیت اور اہلیت کے باوجود اپنے عہدہ پر نہیں رہ سکتے۔ اسلئے کہ وہ احمدی ہیں تو کوئی احمدی کیسے رہ سکتا ہے۔ جلد یا بدیر سب احمدیوں کو اپنے عہدوں سے ہٹنا ہوگا۔ پھر اس کامیابی کے بعد احمدیوں کے مخالف عناصر

یہ دوسرا مطالبہ پیش کرینگے کہ احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ اگر یہ مطالبہ بھی منظور کر لیا گیا تو احمدی ہجرت پر مجبور ہو جائیں گے۔ اس صورت میں سوال ہوگا کہ وہ کہاں جائیں۔ اگر احمدی پاکستان میں نہیں رہ سکتے اگر وہ افغانستان میں بھی نہیں رہ سکتے تو کون اسلامی ملک انہیں اپنے ہاں پناہ دینے کی جرأت کر سکتا ہے۔ پاکستان کے ساتھ لگتے اسلامی ملک تو افغانستان۔ ایران یا عراق عرب ہیں۔ افغانستان میں تو احمدی سنگسار کئے جا چکے ہیں۔ وہاں کی حکومت بڑی راسخ الاعتقاد ہے۔ ایران کا قومی مذہب شیعہ ہے وہ بھی احمدیوں کو لینے سے رہی۔ اور پھر وہاں کون سا امن ہے جہاں احمدی جا کر دلجمعی سے آباد ہو سکیں گے۔ وہاں تیسرے دن

حکومت بدلتی رہتی ہے اور وہ بھی فوج کی مدد سے اس کے سابق وزیر اعظم ڈاکٹر مصدق پر فوجی عدالت میں مقدمہ چل رہا ہے۔ ان کے وزیر خارجہ فاطمی کو کئی ماہ کی روپوشی کے بعد گرفتار کیا گیا تو فوج کی موجودگی میں عوام نے ان پر حملہ کر کے انہیں زخمی کر دیا۔ ان حالات میں احمدی وہاں جا کر کیا کریں گے کیا وہ عراق یا شام میں جا سکتے ہیں۔ نہیں۔ وہاں احمدیوں کے لئے مذہبی طور پر کوئی جگہ ہے ہی نہیں۔ اقتصادی طور پر بھی نہیں۔ عراق عرب ایک چھوٹا سا ملک ہے۔ وہ لاکھوں احمدیوں کا بوجھ کیسے برداشت کر سکتا ہے۔ نہ ہی ترکی۔ اسرائیل نے جو لاکھوں عرب اپنی قلمرو سے نکالے تھے وہ بھوکوں مر رہے ہیں عرب ممالک ان کا بوجھ

(باقی صفحہ پر)

سرکاری گزٹ میں میاں دولتانہ کیخلاف فردِ جرم شائع کر دی گئی

بدانتظامی سرکاری روپے کے بے جا مصرف اور بدعنوانیوں کے الزامات

کراچی ۲۴ مئی۔ حکومت پاکستان کے غیر معمولی گزٹ میں ۸ صفحات پر مشتمل ایک مسل فردِ جرم شائع کر دی گئی ہے جس میں پنجاب کے سابق وزیر اعلیٰ میاں ممتاز محمد خاں دولتانہ پر جان بوجھ کر بدانتظامی۔ سرکاری روپے کے ناجائز اور بے جا استعمال اور بدعنوانی کے الزامات عائد کئے گئے ہیں۔ یہ فردِ جرم جس میں مسٹر دولتانہ پر اپنے دوسالہ عہدِ حکومت میں ارتکابات اور فروگذاشتوں کے کئی الزامات شامل ہیں۔ فیڈرل کورٹ کے نام ان الزامات کی تحقیقات کے لئے گورنر جنرل کے حکم نامے کا ایک حصہ ہے۔ اس حکم نامے میں کہا گیا ہے کہ ۱۹۵۳ء کے فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت میں جس کے صدر مسٹر جسٹس محمد منیر تھے۔ پیش کی جانے والی شہادتوں اور اس کی رپورٹ کے مطالعے سے اس بات کا یقین کرنے کے لئے کافی وجوہ نظر آتی ہیں۔ کہ مسٹر دولتانہ پروڈا کی دفعہ جس کی تعریف کے مطابق بدعنوانیوں کے مرتکب ہوئے ہیں۔

پاکستان کے ایڈووکیٹ جنرل مسٹر فیاض علی گورنر جنرل کی طرف سے مقدمے کی پیروی کریں گے۔ ان کی مدد کے لئے بعد میں ایک اور وکیل مقرر کر دیا جائے گا۔ گزٹ میں شائع ہونے والے الزامات کے خلاصے میں کہا گیا ہے کہ مسٹر دولتانہ ۱۹۵۳ء کے فسادات کے ذمہ دار ہیں۔ کیونکہ انہوں نے جان بوجھ کر صورت حالات کو ایسی شکل اختیار کرنے دی۔ کہ لاقانونی اور رجعت پسند عناصر نے امن عامہ کو درہم برہم کر دیا۔ اور جائیدادوں کو شدید نقصان پہنچایا۔ ان پر یہ الزام بھی عائد ہے کہ انہوں نے امن اور قانون نافذ کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی۔ بلکہ متعدد حکام (جو امن قانون نافذ کرنے کے کام پر مامور تھے) کے فرائض انجام دہی میں رکاوٹ پیدا ہو گئی۔ جس کے نتیجے میں وسیع پیمانے پر فسادات شروع ہو گئے جن میں متعدد اشخاص کو اپنی جانوں سے ہاتھ دھونا پڑا۔ گزٹ کے اہم اقتباسات درج ذیل ہیں۔

کہا جاتا ہے۔ کہ مدعا علیہ ان فسادات کا ذمہ دار ہے۔ کیونکہ اس نے جان بوجھ کر وہ صورت حال پیدا کی۔ جس میں لاقانونی اور رجعت پسند عناصر نے امن عامہ کو درہم برہم کیا اور جائیداد کو کافی نقصان پہنچایا۔ خاص کر یہ الزام عائد کیا جاتا ہے کہ احمدیوں کے خلاف شورش سے امن و قانون اور نظم و ضبط کی جو صورت حال پیدا ہوئی اس کے متعلق مدعا علیہ کوئی کارروائی کرنے میں ناکام رہا۔ اور بعض حالات میں پولیس اور سیکرٹریٹ کے اعلیٰ ترین حکام کی ان سفارشات کو نظرانداز کر دیا۔ جن میں ان کو مداخلت کرنے کو کہا گیا تھا۔ البتہ انہوں نے ان سفارشات پر عمل کی بجائے ایسے فیصلے کئے۔ جو نظم و نسق کے نقطۂ نگاہ سے واضح طور پر ناجائز تھے۔

اختیارات کا غلط استعمال

حکام نے وقتاً فوقتاً یہ سفارشات کی تھیں کہ بعض افراد کو پبلک سیفٹی ایکٹ کی دفعہ ۳ کے تحت گرفتار کر لیا جائے یا تقریریں کرنے سے روک دیا جائے۔ بصورت دیگر دفعہ ۵ کے تحت ان کی حرکات و سکنات کو بعض علاقوں میں محدود کر دیا جائے یا حکومت کے سرکردہ ارکان کے خلاف دشنام طرازی کرنے یا ان کے نقلی جنازے نکالنے کی بنا پر دفعہ ۱۲۴ کے تحت ان پر مقدمات چلائے جائیں۔ لیکن انہوں نے ان سفارشات پر عمل کرنے کی بجائے ان اختیارات کو اول تو استعمال ہی نہیں کیا۔ جو انہیں قانوناً حاصل تھے۔ اور اگر کیا تو جان بوجھ کر غلط استعمال کیا۔ اسی طرح وخوبہ ضابطہ فوجداری کے تحت صادر ہونے والے احکام کی خلاف ورزی کے واقعات میں بڑی نرمی کا سلوک کیا گیا۔ ان واقعات کے مقدمے یا تو عدالتوں میں دائر ہی نہیں ہوئے اور اگر ہوئے تو انہیں قانون شکن عناصر کی رضاجوئی کے لئے واپس لے لئے گئے۔ اس سلسلے میں مسٹر دولتانہ نے سزا یافتہ مجرموں کی رہائی کے احکام صادر کئے۔ اور جن لوگوں کے خلاف مقدمات چل رہے تھے۔ وہ واپس لے لئے گئے۔ مزید برآں مجلس احرار کے ارکان اور دوسرے پیشہ ور فسادیوں اور شر انگیزوں کو کھلی چھٹی دے دی گئی۔ کہ وہ جس طرح چاہیں اپنا پراپیگنڈا کرتے رہیں۔

بعض حالات میں حکومت پاکستان کی دفعات ۱۵۳ الف اور ۲۹۵ الف کے تحت مقدمات چلانے [illegible] کی گئی لیکن ان لوگوں کے خلاف کوئی کارروائی کرنے سے انکار کر دیا گیا۔ جو مدعا علیہ کے علم یقینی اور اطلاع کے مطابق احمدیوں اور اُن کے رہنماؤں کے خلاف بدگوئی اور منافرت انگیزی کا پراپیگنڈا کر رہے تھے۔ مدعا علیہ نے قانونی کارروائی کرنے میں تساہل اور غفلت مسلسل روا رکھی۔ اس سے عوام یہ سمجھنے لگے۔ کہ احمدیوں کو ہر شخص گالیاں دے سکتا ہے۔ اور بدنام کر سکتا ہے۔ اور ان پر حملے کر سکتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ احمدیوں کو نفرت و حقارت کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا۔ مدعا علیہ نے امن و قانون اور نظم و ضبط نافذ کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی۔ اور اس میں متعدد متعلقہ حکام کے ادائے فرض کی راہ میں رکاوٹ ڈالی نتیجہ یہ ہوا۔ کہ وسیع پیمانے پر فسادات شروع ہو گئے۔ جن میں متعدد [illegible] کی جان گئی۔ اور جائیدادوں کا بڑا نقصان ہوا۔

احمدیوں کا مستقبل بقیہ صفحہ ۲

[illegible] کی طاقت نہیں رکھتے۔ بار بار اتحادی سبھا سے اپیل کر رہے ہیں کہ ہماری امداد کو آؤ ہمارے لئے یہ بوجھ ناقابل برداشت ہو رہا ہے اتحادی سبھا فلسطین کی اسرائیلی حکومت پر زور دے رہی ہے کہ وہ عرب مہاجرین کو واپس لے لے۔ لیکن وہ سُنی ان سُنی کر دیتی ہے۔ غرض کوئی اسلامی ملک احمدیوں کو قبول نہیں کر سکتا۔ پھر لاکھوں احمدیوں کیلئے ہجرت کرنا کون سا آسان کام ہے۔ ان حالات میں ایک ہی ملک رہ جاتا ہے۔ جو احمدیوں کو پناہ دے سکتا ہے۔ اور وہ ہے ہندوستان۔ قادیان میں اس وقت بھی احمدی ہیں۔ ان کی جائیداد کا بڑا حصہ اس وقت بھی ان کے پاس ہے۔ پچھلے سال پاکستان میں احمدیوں کے خلاف جو فسادات ہوئے ان میں ایک ایسا بھی آیا تھا۔ جب احمدیوں کے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود نے قادیان آنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ ہندوستان کی پرانی روایت بھی یہ ہے کہ وہ دوسرے ملکوں کے لوگوں کو پناہ دیتا رہا ہے۔ چنانچہ ایران کے پارسیوں نے کسی وقت ہندوستان میں آ کر پناہ لی تھی۔ عجب نہیں کہ پنڈت نہرو احمدیوں کو پناہ دینے کے لئے تیار ہو جائیں۔ سوال صرف یہ ہے کہ ہندوستان لاکھوں آدمی واپس لے سکتا ہے تو کس شرائط پر۔"

حقائق و معارف کے مفت سیٹ

جن احباب نے مفت سیٹوں کیلئے درخواست کی ہے ان میں سے پاکستان والوں کو معلوم رہے کہ ہندوستان سے وی پی نہیں جاتا۔ دفتر الحکم کراچی سے انتظام ہوگا۔ ہندوستان کے احباب کو وی پی بھیجا جاویگا (صرف محصول ڈاک کا)

تعداد پوری ہو گئی ہے جدید درخواست نہ بھیجی جاوے۔

عرفانی الاسدی بلڈنگ سکندر آباد۔

قاتلانہ حملہ کے مقدمہ کا فیصلہ

ماہ مارچ میں عبدالحمید نام جو غیر احمدی نوجوان نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ پر قاتلانہ حملہ کیا تھا۔ ۲۵ مئی ۱۹۵۴ء کو چوہدری محمد اسحٰق صاحب ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جھنگ نے مقدمہ کا فیصلہ کرتے ہوئے پانچ سال قید بامشقت کا حکم سنایا ہے۔

درخواستہائے دعا

(۱) میاں مولا بخش صاحب باورچی کئی دن سے شدید بیمار ہو کر داخل ہسپتال ہیں۔

(۲) ربوہ۔ مکرم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی کو لاہور میں [illegible] کا اپریشن وغیرہ کا معاملہ [illegible]

قابل توجہ پریذیڈنٹ صاحبان و سیکرٹریان تعلیم

نظارت ہذا کے متعدد اعلانات اور بذریعہ خطوط یاد دہانیوں کے باوجود جماعتوں سے تعلیمی و تربیتی رپورٹیں موصول نہیں ہو رہی ہیں۔ جماعتوں کے تعلیمی و تربیتی حالات سے آگاہ رہنے کے لئے اور ہدایات بجا لانے کے لئے رپورٹوں کا نظارت ہذا میں باقاعدہ ماہوار آنا ضروری ہے۔ سیکرٹریان تعلیم سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اپنی سستیاں ترک کر دیں۔ اور پریذیڈنٹ صاحبان سے بھی گزارش ہے کہ وہ سیکرٹریان تعلیم کو توجہ دلا کر اپنی نگرانی میں باقاعدہ رپورٹیں بھجوایا کریں۔

ناظر تعلیم و تربیت [illegible]

درخواست دعا۔ فتح محمد صاحب آمم دیہاتی مبلغ کشن گڑھ کی اہلیہ کے ہاں کچھ عرصہ ہوا لڑکا ہے احباب اولاد نرینہ اور لمبی اور صحت و سلامتی والی عمر کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔ قاضی عبدالحمید۔ [illegible]

مختصر اور ضروری خبریں!

لندن۔ ۳۰ مئی۔ برشل یونیورسٹی کے فزکس کے پروفیسر نے خبردار کیا ہے۔ کہ کوبالٹ اور ہائیڈروجن بم اپنی زد میں تمام انسانی زندگی کو بالکل ختم کر دیں گے۔ آپ نے کہا چونکہ ہائیڈروجن بم کی ضرب طاقت ۱۹۴۵ء میں جاپان میں گرائے جانے والے ایٹم بم سے دو ہزار گنے زیادہ ہے۔ اس لئے دنیا کی تہذیب و تمدن کے ڈھانچہ کو بالکل تباہ کر دے گا۔ آپ نے اس ہتھیار پر کنٹرول کرنے کی اپیل کی۔

گلاسکو۔ ۲۳ مئی۔ ایڈنبرا کی ایک مفلس عورت جسے غریب سمجھ کر کھانا کھلا دیا کرتے تھے فاقوں کے باعث مر گئی۔ مگر اس کی وفات پر اس کے گھر سے سترہ سو پونڈ اور مختلف بنکوں میں ۲۸۵۸۶۰/ روپیہ کی رقم جمع ہونے کا پتہ ملا۔

کراچی۔ ۲۳ مئی۔ ایک سرکاری اعلان کے مطابق صوبہ سندھ میں پچھلے سال ۹۸۶ نئے پرائمری سکول کھلنے سے صوبے میں پرائمری سکولوں کی تعداد چار ہزار ہو گئی ہے۔ جن میں تین لاکھ طلباء پڑھتے ہیں امسال ۱۲۵ نئے سکول کھولے جا رہے ہیں۔

کینبرا ۳۱ مئی۔ وزیر خارجہ آسٹریلیا نے اعلان کیا ہے کہ آسٹریلیا اسی ہفتے پاکستان کو کولمبو منصوبے کے تحت ایک سو ٹریکٹر بھیجے گا۔ آسٹریلیا پاکستان کو دوسو ٹریکٹر دے گا جن پر ۳۵ لاکھ آسٹریلوی پونڈ صرف ہوں گے۔

پیکن۔ ۲۳ مئی۔ چین کے سائنسدانوں نے تیس ہزار سال پہلے کی ایک انسانی کھوپڑی حاصل کی ہے جو ایک نوجوان لڑکی کی ہے۔ کھوپڑی کا رنگ زرد ہے اور وہ بالکل پتھر بن چکی ہے۔ یہ کھوپڑی اس غار سے ملی ہے جہاں سے پہلے پیکن کے ایک آدمی کی نعش ملی تھی۔ سائنس دان یہ معلوم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ یہ لڑکی کس نسل سے تعلق رکھتی ہے۔

سرینگر۔ ۲۸ مئی۔ کشمیر میں امریکی فوجی مبصرین کے افسر اعلیٰ نے ایک بیان میں بتایا کہ ۱۵ اگست تک امریکی مبصرین میں سے زیادہ تر واپس چلے جائیں گے مبصرین کی تعداد ۲۴ ہے۔ آپ نے کہا انہیں ہندوستان اور پاکستان دونوں ملکوں کی کمانوں کا تعاون حاصل رہا ہے۔

سکندرآباد۔ ۱ مئی۔ لوک سبھا کے ڈپٹی سپیکر مسٹر آئینگر نے ایک تقریر میں کہا کہ مستقبل قریب میں ریاستوں کی از سرِ نو تنظیم ہو گی تو ریاست حیدرآباد کی تقسیم بھی ناگزیر ہو جائے گی۔ آپ نے کہا کہ ریاست حیدرآباد کی تقسیم سے تجارت پیشہ طبقہ کو بہت نقصان کا خوف غلط ہے۔

نجیب آباد۔ ۲۷ مئی۔ ہلال آباد کے قریب ایک گاؤں میں اٹھارہ اشخاص ذبیحہ گاؤ کے الزام میں گرفتار کرلئے گئے۔

بھوپال۔ چیف منسٹر بھوپال کے خلاف بھوپال سے ۲۳ میل کے فاصلہ پر جو مظاہرہ کیا گیا تھا آپ نے اس کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ حکومت پر گاؤکشی کا الزام شرمناک جھوٹ ہے۔ اور یہ صرف ہندوؤں کو بھڑکانے کے لئے بولا گیا ہے آپ نے ہندو مسلم کے درمیان افتراق پیدا کرنے والوں کو ملک کا دشمن اور فتنہ کا علم قرار دیا۔

بھوپال۔ قصبہ بیرسیہ میں ۱۴ مئی کو ہونے والے گاؤکشی کے واقعہ کے سلسلہ میں عدالت نے چھ چھ ماہ قید اور پچاس پچاس روپیہ جرمانہ کی سزا دی ہے۔ ملزمان اس فیصلہ کے خلاف اپیل کریں گے۔

دہلی۔ ۲۸ مئی۔ مسٹر جے جے سنگھ غیر سرکاری سفیر امریکہ نے امریکی کانگریس کے ممبروں کے نام ایک گشتی مراسلہ میں ہندوستان کو امریکہ کی طرف سے مجوزہ ۱۰۴ ملین کی اقتصادی امداد کی مخالفت کی ہے۔

بمبئی۔ ۳۰ مئی۔ کل تین ہزار مزدوروں کی ہڑتال کی وجہ سے جہازوں پر مال لادنے اور اتارنے کا کام بند ہو گیا۔ بندرگاہ کے بعض ڈاکس سامان نہ اُٹھنے کی وجہ سے پٹے پڑے ہیں اور سامان لانے والے بعض جہازوں کو دوسری بندرگاہوں کی طرف بھیج دیا گیا ہے۔ حکومت کو اس ہڑتال سے تشویش ہے۔

قاہرہ۔ ۲۶ مئی۔ حکومت کے ایک سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے۔ کہ ضلع غازہ کے علاقہ میں یہودی سپاہی ایک ایک دو دو کر کے داخل ہوتے رہتے ہیں کل اس طرح کرنے پر مصری سپاہیوں کی فائرنگ سے کچھ یہودی سپاہی زخمی ہو گئے حکومت مصر نے جنگ بندی کمشن سے شکایت کی ہے۔

جودھپور۔ ۲۹ مئی۔ یہاں ۲۳ مئی کو ایک محلہ کے ہندو اور دوسرے محلہ کے مسلمان کے درمیان معمولی تکرار کی بنا پر ہندوؤں کے محلہ سے چالیس آدمیوں نے لاٹھیوں سے مسلح ہو کر مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ اگلے روز پھر ہندوؤں نے قریباً ڈیڑھ سو کی تعداد میں مسلح ہو کر مسلمانوں کے محلہ پر حملہ کر دیا۔ ۱۹ مسلمان زخمی ہو گئے۔

آگرہ۔ ۲۹ مئی۔ مولانا ابو اللیث ندوی سابق امیر جماعت اسلامی کی نظر بندی میں ایک سال کی توسیع کر دی گئی ہے انہیں تین ماہ قبل احتیاطی نظر بندی کے قانون کے تحت رامپور میں گرفتار کیا گیا تھا۔

دہلی۔ ۲۹ مئی۔ شیڈولڈ کاسٹ فیڈریشن کے جنرل سیکرٹری نے کہا کہ مرکزی اور صوبائی گورنمنٹوں میں سب سے ہمیں نچرے پڑے ہیں۔ آپ نے یہ بھی کہا اڑھائی کروڑ مسلمانوں کی نمائندگی کے لئے مرکز میں پانچ منسٹر ہیں۔ لیکن سات کروڑ شیڈولڈ کاسٹ کی نمائندگی صرف تین منسٹر کر رہے ہیں۔

غازی آباد۔ ۳۰ مئی۔ پانی کی سطح تیزی سے گر جانے کی وجہ سے پانی کی سخت قلت ہو گئی ہے۔ اور اندیشہ ہے۔ کہ عنقریب کنوئیں بالکل خشک ہو جائیں گے۔ واٹر سپلائی کے صدر کی طرف سے دو ہفتہ کے اندر پانی بہم رسانی کا یقین دلایا گیا ہے۔

دہلی۔ ۳۰ مئی۔ پانی کے قحط والے علاقوں میں فوجیوں کی مدد سے پانی پہنچانے کا پلان بنایا جا رہا ہے۔

امرتسر۔ ۲۷ مئی۔ کہا جاتا ہے کہ پاکستانی حکام ڈیرہ بابا نانک کے قریب دریائے راوی پر ایک پختہ بند بڑی تیزی سے تعمیر کروا رہے ہیں تاکہ دریا کا رخ تبدیل کیا جا سکے۔ جو نکہ رخ بدلنے سے بارڈر کے قریب بہت سے دیہات بہہ جانے کا خطرہ ہے۔ اس لئے گورداسپور اور امرتسر کے اضلاع میں سخت تشویش ہے

لاہور۔ ۲۶ مئی۔ حکومت مغربی پنجاب نے پرائمری و مڈل سکولوں میں عربی رسم الخط آئندہ تعلیمی سال سے رائج کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

کراچی۔ ۳۱ مئی۔ مشرقی بنگال کی وزارت کو توڑ کر گورنری راج قائم کئے جانے کی حمایت میں ڈھاکہ اور لاہور کے بعض اخبارات نے ایڈیٹوریل لکھے ہیں اور کہا ہے کہ حق وزارت پاکستان کی سالمیت کے لئے ایک مستقل خطرہ تھا ڈھاکہ کے اخبار "میل" نے لکھا ہے کہ ہر پاکستانی شہری اس اقدام کا خیر مقدم کرے گا۔

قاہرہ۔ ۳۱ مئی۔ مصری ریپبلک کے صدر جنرل نجیب کو تحریک آزادی کی سپریم کونسل میں ان کی پوزیشن سے خارج کر دیا گیا ہے۔ یہ عہدہ کرنل جمال عبدالناصر اور وزیر اعظم مصر نے سنبھال لیا ہے۔

کولمبو۔ ۳۱ مئی۔ ریڈیو ایکٹو بارش سے جاپانی اتنے خوفزدہ ہیں کہ آج جب سیاہ بارش ہوئی۔ تو لوگوں نے گھبرا کر محکمہ صحت کے افسران کو ٹیلیفون کیا۔ لیکن محکمہ موسمیات نے بتایا کہ یہ سیاہ بارش محض پانی اور صنعتی علاقہ کے دھوئیں کا آمیزہ ہے۔

تیونس۔ یکم جون۔ تیونس کے فرانسیسی ریذیڈنٹ جنرل نے اعلان کیا ہے کہ تیونس میں امن و امان برقرار رکھنے کے لئے فرانس سے کمک بھیجی جائے گی اور ہر نوآبادی میں حفاظتی دستے متعین کئے جائیں گے۔ اور انتظامی افسران کو مارشل لاء کے اختیارات بھی دے دیئے جائیں۔

ڈھاکہ۔ یکم جون۔ کل گورنری راج کے دوسرے دن ایک سرکاری ترجمان نے اعلان کیا کہ ڈھاکہ میں بالکل امن و امان ہے۔ گرفتاریوں کی تعداد ۳۰ کے قریب ہو چکی ہے گرفتار شدگان میں تین ایم۔ ایل۔ اے اور چار سابق وزراء ہیں۔ اخبارات پر سنسر کی پابندی ہے۔

بھوپال۔ یکم جون۔ ہندو مہاسبھا کے ایک کارکن سے نلکے پر پانی پیتے وقت جھگڑا ہو جانے پر کچھ لوگ جمع ہو گئے۔ اور لاٹھیوں اور چاقوؤں سے ایک دوسرے پر حملہ کر دیا۔ تین آدمی زخمی ہو گئے پانچ گرفتاریاں عمل میں آئیں۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔